Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
(Bi-Annual) Trilingual: Urdu, Arabic and English
ISSN: 2707-1200 (Print) 2707-1219 (Electronic)
Home Page: http://www.arjish.com
Approved by HEC in "Y" Category
Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.
Published by the Al-Khadim Foundation which is a registered organization under the Societies Registration ACT.XXI of 1860 of Pakistan
Website: www.arjish.com
Copyright Al Khadim Foundation All Rights Reserved © 2020
This work is licensed under a
Creative Commons Attribution 4.0 International License

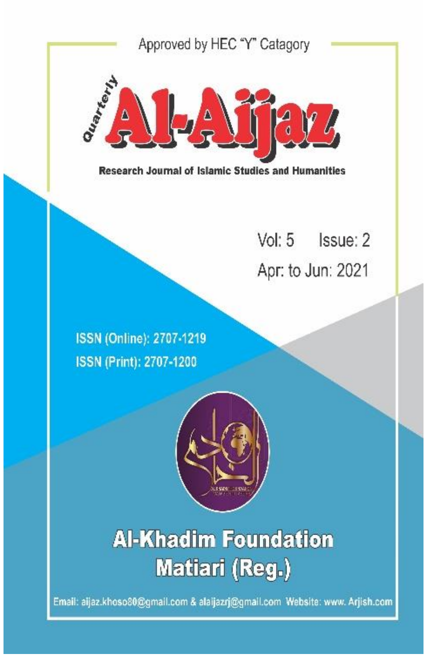

TOPIC:

Prediction in the holy Ghazwat of Muhammadi Arabi (S.A.W) and righteousness of his Hadiths

AUTHORS:

1. Syed Hidayatullah Jan, P.hD scholar, Department of Islamic Studies& Arbic Gumal University DI Khan. Email: hidayatkhan421@gmail.com
2. Salah Uddin, P.hD scholar, Department of Islamic Studies& Arbic Gumal University DI Khan. Email: rabbani03018@gmail.com
3. Dr. Manzoor Ahmad, Assistant Professor, Department of Islamic Studies& Arbic Gumal University DI Khan.

How to cite:
Jan, S. H., Uddin, S. ., & Ahmad, M. . (2021). Urdu-8 Prediction in the holy Ghazwat of Muhammadi Arabi (S.A.W) and righteousness of his Hadiths. *Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities* , *5*(2), 99-111.
https://doi.org/10.53575/Urdu8.v5.02(21).99-111
(Original work published May 5, 2021)
URL: http://www.arjish.com/index.php/arjish/article/view/280

QR Code

Vol: 5, No. 2 | April to June 2021 | Page: 99-111
Published online: 2021-09-21

غزوات میں محمدی عربی ﷺ کی پیش گوئیاں اور حجیت حدیث

Prediction in the holy Ghazwat of Muhammadi Arabi (S.A.W) and righteousness of his Hadiths

Syed Hidayatullah Jan*
Salah Uddin**
Dr. Manzoor Ahmad***

Abstract

The present study deals with all the verified prognostication of the Holy Prophet that He presented in the battle of (Ahzab). Moreover, The Prediction of the victory of Faras and Rom**e,** the prediction of the battlefield of the slain in the war of Badar, similarly, prediction of the victory of Khyber through the hand of Hazrat Ali (R.A), As well as the prediction of a companion being infernal before his death above all the prediction of Hazrat Ibn.e- Abbbas' ransom and that proved absolutely right one by one. Furthermore, on one side it proved the legitimacy of him while on the other hand righteousness of The Holy Hadiths of the Prophet. In this article, all those prognostication are collected that are narrated thoroughly.

Keywords: Ghazwa, Hadiths, Prediction, Hujjat, Curses

تمام تعریفیں رب مخلوقات کے لئے جس نے ہمیں پیدا کیا اور پھر ہمیں دین اسلام سے بہرہ ور فرمایا جو ابدی اور سرمدی اصولوں پر حاوی بے مثال دین ہے اور درود و سلام ہو محمد عربی ﷺ پر جس کی برکت سے ہم اس نعمت عظمیٰ سے مستفید ہوئے ہیں۔ جس کی آمد سے پہلے ہر طرف ظلم، لاقانونیت، بدامنی، لادینیت اور جاہلانہ رسم و رواج عروج پر تھیں اور جس کے دین متین لانے سے اور پیغام ہدایت پھیلانے سے ہم روشناس ہوئے ہیں۔ کیونکہ رسول ﷺ کی بعثت سے قبل عرب کی یہ کیفیت تھی کہ تمام اہل عرب کاہنوں، نجومیوں کی جال میں گرفتار ہوئے تھے اور مشہور کاہنوں کے پاس لوگ دور دراز سے سفر کر کے آتے تھے اور ان سے مستقبل اور غیب کی باتیں دریافت کرتے تھے۔ کاہن جھوٹ موٹ کی باتیں سنا کر پورے معاشرے کو بے وقوف بنا رہے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جب پیغمبر بنا کر مبعوث فرمایا تو ان کے لیے ثبوت نبوت کی سب سے بڑی دلیل غیب کی خبریں اور پیش گوئیاں تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مستقبل کے واقعات اور باتوں کو اس طرح پیش فرماتے کہ گویا کھلی آنکھوں سے دیکھ کر بتا رہے ہوں۔ جن جن باتوں کی اللہ کے سچے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی وہ سب کی سب پوری ہوئیں۔ یہ پیش گوئیاں مختلف اوقات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف حالتوں میں صادر ہوئیں اور ان کی اطلاع مختلف صورتوں میں دی گئی۔ مثلاً کبھی نزول وحی کی صورت میں، کبھی عالم خواب میں اور کبھی قلب مبارک پر القاء کر

* P.hD scholar, Department of Islamic Studies& Arbic Gumal University DI Khan.
Email: hidayatkhan421@gmail.com
** P.hD scholar, Department of Islamic Studies& Arbic Gumal University DI Khan.
Email: rabbani03018@gmail.com
*** Assistant Professor, Department of Islamic Studies& Arbic Gumal University DI Khan.

کے۔قرآن کریم میں ارشاد ہے ﴿تلك من أنباء الغيب نوحيها إليكما كنت تعلمها أنت ولا قومك من قبل﴾ ترجمہ: یہ غیب کی باتیں ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں اس سے پہلے آپ اور آپ کی قوم ان کو نہیں جانتی تھی۔(1) لغت کے حوالے سے مغازی مغزی کی جمع ہے اور مغزی مصدر میمی بمعنی قصد وارادہ کے آتے ہیں مثلاً مغزی الکلام بات کا مقصد اصطلاح میں مغازی سے مراد ہے۔ما وقع من قصد النبیﷺ الکفار بنفسه او الجيش من قبله۔یعنی وہ لڑائی جس میں رسول ﷺ بنفس نفیس شریک ہوئے ہو(2) اور قبل از وقت کسی واقعے کی اطلاع دینے کو ''پیش گوئی'' کہتے ہیں۔(3) اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام بالخصوص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی آئندہ رونما ہونے والے بعض حالات سے مطلع فرمادیتے تھے۔جس کی بنیاد پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی واقعے کی اطلاع قبل از وقت ارشاد فرمادیتے۔چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے اور آخری نبی ہیں۔اس لیے آپ نے جن جن باتوں کی پیشن گوئی فرمائی وہ ساری باتیں سچ ثابت ہوئیں۔آیئے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چند پیش گوئیاں پڑھتے ہیں۔محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیوں کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہ واضح اور ظاہر ہیں اور شک اور تاویل سے بہت دور ہیں۔مثلاً غلبہ روم، خلافت راشدہ، فتح یمن، فتح شام، فتح عراق اور قیصر وکسریٰ کی سلطنتوں پر فتح ونصرت کی تمام پیش گوئیاں صریح اور واضح ہیں۔علاوہ ازیں وہ ایسی عظیم الشان ہیں جن کو دیکھ کر اور سن کر تمام عالم حیران ہیں۔منجملہ ان تمام پیشن گوئیوں سے ایک غزوۂ خند کے موقع پر رسول ﷺ کی یہ پیش گوئی ہے۔امام بخاریؒ نے مذکورہ پیش گوئی بروایت سلیمان بن صرد کچھ یوں نقل کیا ہے۔کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ آج کے بعد قریش ہم پر حملہ آور نہیں ہوں گے بلکہ ہم ہی ان پر غالب ہوں گے۔

جنگ احزاب میں اقدامانہ حملوں کی پیش گوئی:

Prediction of aggressive invasions in the battle of (Ahzab)

حدثني عبد الله بن محمد حدثنا يحيى بن آدم حدثنا إسرائيل سمعت أبا إسحاق يقول سمعت سليمان بن صرد يقول سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول حين أجلى الأحزاب عنه الآن نغزوهم ولا يغزوننا نحن نسير إليهم۔ترجمہ: عبداللہ بن محمد، یحیی بن آدم، اسرائیل، ابواسحاق، سلیمان بن صرد سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے تھے کہ جب جنگ خندق کے دن کافر اپنے اپنے ملک کو لوٹ گئے اور میدان صاف ہو گیا تو میں نے سنا کہ رسول اکرم ﷺ فرمارہے تھے کہ اب آج سے ہم ہی ان پر چڑھائی کر کے جائیں گے اور لڑیں گے وہ ہم پر چڑھائی نہیں کر سکتے۔رسول ﷺ نے فرمایا جنگ احزاب میں کہ اب ہم ان پر حملہ کریں گے اور یہ لوگ ہم پر حملہ نہ کر سکیں گے احزب تک ان کے ساتھ پانچ سال جنگیں لڑی گئی ہیں یہ تمام مدافعانہ جنگیں تھیں رسول ﷺ نے فرمایا اب جارحانہ جنگیں ہونگی احزاب تک کافروں کی معیشت اس قدر کمزور ہو گئی ان کے مال مویشی ایسی لٹ گئے کہ ان میں سکت باقی نہ رہی رسول اللہ ﷺ نے خوشخبری سنائی کہ اب یہ لوگ ہم پر چڑھائی نہ کر سکیں گے جب کفار کی گروہ میدان جنگ سے بھاگ گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا الآن نغزوهم ولا يغزوننا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ چھے (6) ہجری میں عمرہ کیلئے جبکہ آٹھ (8) ہجری میں فتح مکہ کیلئے تشریف لے گئے ہیں[4]۔اسی طرح رسول ﷺ نے

غزوۂ احزاب کے موقع پر فارس اور روم فتح کرنے کا پیش گوئی فرمائی جو کہ بعد میں سچی ثابت ہوئی۔

فارس اور روم فتح کرنے کی پیش گوئی:

The Prediction of the victory of Faras and Rome

غزوۂ خندق کے موقع پر خندق کھودتے ہوئے ایک سخت چٹان حائل ہو گئی جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کو توڑنے سے عاجز آ گئے اور چٹان باوجود کوشش کے نہ ٹوٹ سکی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی گئی۔اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ضربیں لگائیں ہر ضرب پر چٹان سے روشنی پھوٹتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ۔حدثنا معاوية بن عمرو ، حدثنا أبو إسحاق حدثني رجل من أنعم ، عن عبد الله بن بريدة ، عن عبد الله بن عمرو قال أمر رسول الله صلى الله عليه وسلم بالخندق على المدينة فأتاه قوم فأخبروه أنهم وجدوا صفاةً لم يستطيعوا أن ينقبوها فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم وقمنا معه فأخذ المعول فضرب فلم أسمع ضربةً من رجل كانت أكبر صوتًا منها فقال الله أكبر فتحت فارس ثم ضرب أخرى مثلها فقال الله أكبر فتحت الروم ثم ضرب أخرى مثلها فقال الله أكبر وجاء الله بحمير أعوانًا وأنصارًا۔ ترجمہ: حضرت بریدر ضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے خندق کھودنے کا حکم فرمایا، سواثنا میں ایک جماعت رسول ﷺ کے پاس آئے اور عرض کہ یا رسول اللہ ہمارے حصے میں ایک سخت پتھر ہے جسے کاٹنی سے ہم عاجز ہوئے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اور رسول ﷺ اٹھ گئے رسول ﷺ نے کدال اٹھایا اور ایک ضرب مارا جس سے ایک زوردار آواز اٹھا۔ ساتھ رسول ﷺ اللہ اکبر کہا اور فرمایا فارس فتح ہوا پھر ضرب مارا اور فرمایا روم فتح ہوا۔ خندق گھڑے کو کہتے ہیں۔ زمانہ قدیم میں جہاز وغیرہ نہ تھے اس لئے قلعوں کی اہمیت تھی کیونکہ جنگ تلواروں تیروں کی تھی قلعہ کے گرد گڑے کھودئے جاتے جس کے دو فائدے تھے۔ ایک تو اس میں چھپ کر دشمن کے وار سے محفوظ رہا جا سکتا تھا۔ دوسرا اگر دشمن قریب ہو جاتا تو اس میں پانی چھوڑ دیتے اس لئے اگر کوئی تیر کر قلعہ کے جانب آنا چاہتا تو تیر مار کر ختم کر دیا جاتا یہ طریقہ کار ایرانیوں کا تھا۔ کسریٰ ایران کا بادشاہ تھا جو قلعوں کے گرد خندقیں کھودنے کا حکم دیتا تھا ۔[5] بہر کیف جب کفار نے دس ہزار (1000) کا لشکر تیار کر کے مسلمانوں پر حملہ کیا[6] تو صحابہ مسجد میں جمع ہوئے تاکہ اس حملہ کے خلاف منصوبہ بندی کریں۔ ہر کسی نے اپنا رائے پیش کی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایران کے رہنے والے تھے انھوں مشوارہ دیا کہ ہم ایران میں قلعوں کے گرد خندقیں کھودتے ہیں اس لئے میری رائے ہے کہ خندق کھودی جائے۔ اس زمانے میں نہ تو خندق شام میں کھودی جاتی تھی نہ مصر میں نہ عرب میں یہ کسریٰ کا طریقہ تھا۔ بہر حال سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا مشورہ پسند کیا گیا اور خندق کھودنے پر اتفاق ہوا۔ یہ خندق دو(2) میل طویل تھی۔ مدینہ کے ایک طرف جبل احد اور دوسری جبل سلع ہے۔ دوسری طرف میدان ہے جہاں سے کفار کی آمد تھی۔ مسلمانوں کی تعداد تین ہزار (3000) تھی۔[7] آپ ﷺ نے دس دس افراد کو دس دس گز زمین حوالہ کی اور حوصلہ بڑھایا کہ جلدی کرو تاکہ دشمن کی آمد سے قبل ہی خندق مکمل کر لی جائے۔ اس کی گہرائی انسانی قد کے برابر تھی تاکہ فوجیں کھڑا ہو تو دکھائی نہ دے۔[8] صحیح

روایت کے مطابق چھ (6) دنوں میں کام مکمل کیا گیا ہے جس پر صحابہ کرام مورچہ زن ہوئے۔ غزوۂ خندق کو غزوۂ احزاب بھی کہتے ہیں ”حزب“ جماعت کو کہتے ہیں۔ بنو نضیر کو جب خیبر کی طرف جلا وطن کیا گیا تو اس کے دو سرداروں حیی بن اخطب اور کنانہ بن ربیع نے ڈھائی دینا شروع کر دی۔ حیی بن اخطب مکہ آیا اور قریش سے کہا کہ مسلمانوں نے بدر میں بھی ہمارے سرداروں کو مارا ہے اگر ہم نے ان کا رخ نہ پھیرا تو ہم ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں گے۔ اسلحہ ہم دیتے ہیں تم جنگ کی تیاری کرو۔ کنانہ بن ربیع بنو غطفان کے پاس گیا جو مشہور جنگجو قبیلہ تھا۔ اس نے لالچ دیا کہ خیبر کی زمینوں کی تیسری یا نصف آمدن ہم انھیں دیں گے۔ یوں لواحق کو ملا کر دس ہزار (10000) کا لشکر ترتیب دیا گیا۔ جس میں قبائل جمع ہوئے تاکہ مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے ہمیشہ کے لئے مٹا دیں یہ قبائل احزاب کہلائے۔ یہ غزوہ کب ہوا موسی بن عقبہ کہتے ہیں۔ سن چار (4) ہجری کا واقعہ ہے [9] عام مؤرخین مثلاً محمد بن اسحاق کہتے ہیں سن پانچ (5) ہجری شوال یا ذی القعدی میں یہ غزوہ ہوا۔ [10] امام بخاریؒ کی رائے موسی بن عقبہ سے متعلق ہے اور وجہ آپ کا قول ہے کہ دنیا ایک طرف ہو جائے اور حدیث مرفوع دوسری جانب تو حدیث پر عمل کیا جائے گا اور موسی بن عقبہ کی رائے کی قبولیت کی وجہ یہ حدیث ہے۔ یہ خندق کھودنے کا واقعہ ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم کھدائی کر رہے تھے اچانک ایک بڑی چٹان سامنے آ گئی ہم حیران ہو گئے کہ کیا کریں؟ ایسی سخت چٹان سامنے آئی کہ ٹوٹتی نہ تھی۔ دراصل رسول ﷺ نے خط کھینچ دیا تھا کہ خندق کی کھدائی اس طریقے سے ہوگی۔ اب یہ چٹان بیچ میں آ گئی کھودنے والوں نے کہا کہ اس جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ سے کھدائی کرو کسی نے آہستہ سے کہا کہ یہ لکیر تو رسول ﷺ نے کھینچی ہے۔ یہ لوگ رسول ﷺ کے پاس آئے اور سارا حال سنا دیا۔ رسول ﷺ نے فرمایا میں آتا ہوں۔ آپ کھڑے ہوئے تو پیٹ دکھائی دیا جس پر پتھر باندھے ہوئے تھے بھوک کی حالت میں پیٹ پر پتھر باندھنے کے دو فائدے ہیں ایک یہ کہ پیٹ خالی ہو تو انسان جھک کر چلتا ہے کیونکہ پیٹ اندر گھسی جاتا ہے پھر پتھروں کی وجہ سے وہ جگہ بند ہو جاتی ہے تو سیدھا چلتا ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جب انسان بھوکا ہو تو معدہ خالی ہوتا ہے اور بھوک کے اثر سے معدہ جلتا ہے۔ پتھر ٹھنڈا ہے تو جب پیٹ پر بندھا ہو تو معدے کی سوزش ختم کرتا ہے یہ ایک علاج بھی ہے۔ [11] مسلمان تین دنوں سے فاقوں پر تھے کوئی چیز نہ چکھی تھی۔ رسول ﷺ نے ضرب لگائی تو وہ ریزہ ریزہ ہو گیا ایک اور روایت میں آتا ہے کہ جب آپ ﷺ نے ضرب لگائی تو اس سے ایک شعلہ نکلا رسول ﷺ نے فرمایا اللہ اکبر صحابہ نے بھی پیروی کی اور اللہ اکبر کہا۔ پھر کدال لے کر اور ضرب لگائی پھر شعلہ نکلا اور چٹان دو حصے میں ریزہ ریزہ ہو گئی جبکہ پہلے وار سے ایک حصہ ریزہ ریزہ ہو گیا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے تکبیر پڑھی اور تیسری ضرب لگائی تو تیسرا حصہ بھی ٹوٹ گیا صحابہ نے تکبیر کی صدا بلند کی پھر صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ آپ ﷺ نے تکبیر کیوں پڑھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا جب پہلی ضرب سے شعلہ بلند ہوا تو مجھے شام کے محلات دکھلا دئے گئے۔ مجھ سے اللہ نے وعدہ کیا کہ شام آپ ﷺ کی امت کو ملے گا۔ دوسری ضرب سے نکلنے والے شعلہ میں کسریٰ اور ایران کے بنگلہ دکھائی دئے اور بتلایا گیا کہ تیری امت یہ بھی فتح کرے گی تو میں تکبیر کہی اور تیسری ضرب پر مجھے یمن کے بنگلے دکھائے گئے۔ یہ ایسا وقت تھا کہ رسول ﷺ کے پاس کپڑے روٹی وغیرہ نہیں تھی اور زمین پر بھی آزادانہ چل پھر نہ سکتے تھے۔ اتنی ہمت اور شجاعت کی باتیں رسول ﷺ کے بغیر کوئی نہیں کر سکتا۔ منافق چھپ چھپ کر ہنستے تھے کہ روٹی تو پاس ہے

نہیں اور باتیں کسری اور ایران کی کر رہے ہیں اور رسول ﷺ نے جو بتلایا ویسا ہی ہوا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اجازت چاہی کہ گھر جاؤں میرا مقصد یہ تھا کہ گھر میں کچھ ہو کھانے پینے کا تو لیکر آؤں گھر پہنچ کر بیوی سے کہا کہ میں نے رسول ﷺ کو دیکھا کہ پیٹ پر بھوک کی وجہ سے پتھر باندھے ہوئے تھے۔ ہمت کرو اگر گھر میں کچھ ہو تو رسول ﷺ کی دعوت کریں۔ اہلیہ نے کہا مٹھی بھر جو ہیں اور ایک چھوٹا بکرا ہے (عناق) چھوٹے بکرے کو کہتے ہیں ۔ ہم نے اس بکرے کو ذبح کیا اور جو کو پیسا اس گوشت کو ہانڈی میں ڈالا (البرمہ) پتھر کی ہانڈی کو کہتے ہیں۔ پھر ہانڈی پکانے لگی پھر میں خندق کی طرف آیا۔ جب آٹا خمیہ ہوا اور وہ ہانڈی چولھے پر تھی (اثاقی) چولھے کے سہاروں کو کہتے ہیں جن پر ہانڈی رکھی جاتی ہے۔ کہا تھوڑی سے خوراک ہے آپ اور ایک دو افراد میرے گھر آکر کھانا کھالیں۔ اب جابر رضی اللہ عنہ نے اہلیہ سے پوچھا کتنا ہے تو کہا کافی ہے اور نرے دار ترکاری ہے پھر فرمایا چولھے سے ہانڈی نہ اتارے یہاں تک میں آجاؤں۔ اب رسول ﷺ نے اعلان کر دیا گیا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے دعوت کی ہے تو مہاجرین اٹھ کھڑے ہوئے جب گھر پہنچے تو بیوی سے کہا تو خوار ہوئی رسول ﷺ انصار اور مہاجرین کے ہمراہ تشریف لا رہے ہیں تو بیوی نے کہا کہ کیا آپ سے پوچھا تھا؟ کہاں ہاں۔ بیوی نے کہا پھر فکر نہ کرو داخل ہو جاؤ اور دھکے نہ مارو۔ اب دس دس افراد آتے اور جب وہ فارغ ہو جاتے تو مزید دس آتے یہاں تک کہ تقریباً ایک ہزار (1000) افراد نے کھانا کھالیا ہانڈی جوش مار ہی تھی۔ علماء کہتے ہیں کہ یہ معجزہ تھا اتنا قلیل گوشت اتنے افراد نے کیسے کھایا؟ اس طرح تندور میں موجود روٹی آگ سے منقلب ہوتی اور آگ دوبارہ روٹی بنتی اور کچھ باقی بھی رہ گیا۔ (12) امام بخاریؒ نے بروایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ رسول ﷺ نے غزوۂ بدر میں کفار کی قتل گاہ کی پیش گوئی قبل از وقت دی۔ چنانچہ رسول ﷺ نے جنگ بدر کے موقع پر پیش گوئی دی کہ ابو جہل، شیبہ، عتبہ وغیرہ فلاں فلاں سی مقامات پر مریں گے اور بدر میں ایسا ہی ہوا۔

جنگ بدر میں مقتولین کی قتل گاہوں کی قبل از وقت پیش گوئی:

The prediction of the battlefield of the slains in the war of Badar

بخاری شریف میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر میں کفار کے مقتولین کی قتل گاہ کی اطلاع دی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جگہ بتائی دشمن اسی جگہ پر قتل ہوئے۔ باب دعاء النبي صلى الله عليه وسلم على كفار قريش شيبة وعتبة والوليد وأبي جهل بن هشام وهلاكهم۔ رسول ﷺ کی کفار قریش یعنی شیبہ، عتبہ، ولید اور ابو جہل بن ہشام کے لئے بد دعا اور ان کی ہلاکت۔ حدثني عمرو بن خالد حدثنا زهير حدثنا أبو إسحاق عن عمرو بن ميمون عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال استقبل النبي صلى الله عليه وسلم الكعبة فدعا على نفر من قريش على شيبة بن ربيعة وعتبة بن ربيعة والوليد بن عتبة وأبي جهل بن هشام فأشهد بالله لقد رأيتهم صرعى قد غيرتهم الشمس وكان يومًا حارا[13]۔ **ترجمہ: عمر بن خالد زہیر بن معاویہ ابو اسحاق عمرو بن میمون عبد اللہ بن مسعود** رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے کعبہ کی طرف منہ کیا اور قریش کے کئی کافروں کے لئے بد دعا کی یعنی شیبہ عتبہ ولید اور ابو جہل بن ہشام کے لئے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ گواہ ہے میں نے ان سب کو بدر کے

دن میدان میں پڑا ہوا دیکھا کہ دھوپ کی شدت سے ان کی لاشیں بدبودار ہو گئیں اور اس دن سخت گرمی تھی۔ غزوہ بدر میں رسول ﷺ نے صف بندی کی ہوئی تھی اور یہ بھی فرمادیا تھا کہ اس جگہ ابوجہل مرے گا، یہاں فلاں مرے گا اور وہاں فلاں۔ یہ خوشخبریاں سنائیں راوی کہتا ہے کہ اللہ کی قسم! ابوجہل دوسرے لوگ اس جگہ ہلاک ہوئے جہاں آپ ﷺ نے فرمایا تھا بالکل اسی جگہ وہ لوگ مارے گئے۔ یہاں ایک سوال ہوتا کہ آپ ﷺ تو رحمۃ للعالمین ہیں اور آپ ﷺ نے تو اپنے دشمنوں کے لئے ہمیشہ دعا ہی کی ہے اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے یہ مجھے پہچانتی نہیں۔ رسول ﷺ نے سرداران قریش کو بددعا دی تھی کیونکہ انہوں نے آپ ﷺ کی پشت پر اوجھڑی لاکر ڈال دی جب ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی تو فاطمہ رضی اللہ عنہ نے اوجھڑی آپ ﷺ سے ہٹادی۔

سرداران مکہ کو بددعا کرنا عین دعا رحمت تھے:

Curses for chieftains of Makkah was actually a prayer for entire Ummah

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ رسول ﷺ تو رحمۃ للعالمین تھے اور بددعا کرنا تو رحمت کے تقاضا کے خلاف ہے۔ اللہ تعالی نے رسول ﷺ کی شان میں بیان فرمایا وماأرسلناك إلا رحمةً للعالمين[14] اس کے دو جوابات ہیں۔ ایک یہ کہ رسول ﷺ کی بددعا رحمت کے تقاضا کے خلاف نہ تھی۔ رحمت کا مطلب ہے نفع عام پہنچانا۔ اگر کوئی ایک ضرر اس کے ساتھ مل جائے تو نفع عام کی خاطر یہ کوئی برابر نہیں۔ مثلاً باران رحمت کے لئے لوگ دعا کرتے ہیں اور بارش نفع عام ہے۔ ہر جگہ پر برستی ہے نہروں، دریاؤں، آبادیوں، صحراؤں میں لیکن بعض لوگوں کو اس سے ضرر بھی پہنچتا ہے۔ کسی غریب کی چھت ٹپک پڑے، کسی کا خیمہ گیلا ہو، تو کسی مسافر کا زادہ راہ گیلا ہو۔ لیکن ہم قحط سالی کی وجہ سے ان پر نظر نہیں کرتے بلکہ نفع عام کو مد نظر رکھتے ہیں۔ پس اگر ایک آدھا جگہ ضرر خاص ہو تو پرواہ نہیں یعنی نفع عام کے ساتھ ضرر خاص جمع ہو سکتا ہے تو رسول ﷺ رحمت عام ہیں کل عالم کے لئے۔ اگر ابوجہل، عتبہ، عقبہ یا شیبہ کو ضرر پہنچا تو یہ ضرر خاص ہے۔ دوسری مثال یہ ہے کہ جہاد رحمت ہے جیسا کہ جسم پر دانہ نکل آئے اور مرہم پٹی سے افاقہ نہ ہو تو آپریشن کر کے فاسد خون نکال دیا جاتا ہے تاکہ آرام مل جائے اگر دانہ کا زخم مزید سرایت کرے، دماغ یا سر یا دل کی طرف تو اس کا علاج عضو کا کاٹنا ہے تاکہ باقی جسم سلامت رہ جائے۔ اب اگر اس دانے کو کاٹ کر علیحدہ کیا جائے یا عضو کاٹ دیا جائے تو ڈاکٹر کا شکریہ ادا کرتے ہیں بلکہ ہزاروں روپے بھی دیتے ہیں۔ بظاہر یہ ضرر خاص ہے لیکن اس ضرر خاص یعنی عضو کا کاٹنا نفع عام کا موجب ہے کہ سارا جسم سالم بچ گیا۔ اسی طرح کفار جو اللہ کے دین کی راہ میں رکاوٹ ڈالتے ہیں ان کی مثال اس دانے کی ہے جو سارے بدن کو دوزخ کی طرف لے جاتا ہے کل مخلوق کو کافر کرتا ہے۔ اب اس کافر کو وعظ کی جاتی ہے۔ یہ مرہم پٹی کی طرح ہے اگر اس سے افاقہ نہ ہو تو اس دانے کا آپریشن ضروری ہے پس اسے غلام بنا کر جزیہ مقرر کیا جاتا ہے۔ اگر اس کے باوجود کفر سے تجاوز کرے اور راہ راست پر نہ آئے تو ایسے عضو کا کاٹ دینا ضروری ہے۔ ابوجہل زمین کے اوپر ایسا ہی دانہ تھا جس کا آپریشن ضروری تھا تاکہ ابوجہل کے جراثیم سے باقی جسم بچ سکے۔ ابوجہل، عتبہ اور شیبہ اگر قتل نہ ہوئے ہوتے تو ہر طرف کفر کا دور ہوتا۔ ابوجہل تو مر گیا لیکن اس کے اثر

سے مخلوق بچ گئی اگر یہ نہ مارا جاتا تو اسلام کہاں ہوتا۔ تیسری بات یہ کہ مثلاً راہزن اور ڈاکوں جو لوٹ مار کرتے ہیں جو باہر نکلے مارا جاتا ہے۔ ہر طرف بدامنی ہو جائے تو حکومت کا فرض ہے کہ راہزنوں کو جیل میں ڈالے یا قتل کردے تا کہ امن قائم ہو سکے۔ اب ان چوروں ڈاکوں کا مارا جانا ظلم نہیں بلکہ رحمت ہے تا کہ امن قائم ہو جائے۔ راہزن تو جسمانی اموال پر ڈاکہ زنی کرتے ہیں لیکن کافر لوگوں کے ایمان پر ڈاکے ڈالتے تھے اور لوگوں کو اس نعمت سے محروم کرنا چاہتے تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ، صہیب رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان وابو بکر رضی اللہ عنہ کو ایمان لانے نہ دیتے تھے تو ان ڈاکہ ماروں کو قتل کرنا ضروری تھا۔ پس ان کے خلاف جہاد عین رحمت ہے جہاد کے ذریعے عضو فاسد کو قطع کیا جاتا ہے تا کہ امن وسلامتی ہو۔ جہاد میں بچوں خواتین بوڑھوں کو نہیں مارا جاتا کیونکہ جہاد کا مقصد لوگوں کو قتل کرنا نہیں ہے۔ پس ابو جہل عتبہ شیبہ کا مارا جانا رحمت تھا۔ اسی طرح آپ ﷺ کی بددعا بھی عام امت کے لئے موجب رحمت تھی اور جو چیز عام نافع ہو وہ رحمت ہی ہوتی ہے۔ ضرر خاص نفع عام کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ وہ ضرر خاص نفع عامہ کا موجب ہے تو یہ بددعا رحمۃ للعالمین کے مخالف نہیں بلکہ موافق ہوئی۔ ایک بات یہ بھی مسلم ہے کہ رسول ﷺ نے 23 سال بعد نبوت اور ما قبل النبوت بھی کسی کو گالی نہیں دی نہ مارا پیٹا اور نہ بددعا دی بلکہ آپ ﷺ کو تکالیف دی گئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے اللہ! انھیں ہدایت دے یہ نہیں جانتے۔(15) جاننا چاہیئے کہ ایک بددعا اختیاری ہے اور دوسری بے اختیاری۔ اور جو چیز بے اختیاری ہو اسے امر طبعی کہتے ہیں مثلاً کوئی شخص بلند مینار سے نیچے پھسل جائے تو نیچے گرنا اس کی خواہش نہیں بلکہ امر طبعی ہے۔ اسی طرح رسول ﷺ کے منہ مبارک سے بددعا کا نکلنا بے اختیاری تھا۔ مثلاً ایک شخص مینار سے نیچے گرے اور نیچے دوسرا شخص موجود ہو تو جو شخص نیچے گر رہا ہے یہ امر طبعی ہے اور جس شخص کے اوپر گرا یہ طبعی حرکت کے لئے مانع ہے لیکن جب یہ شخص مانع کے سرپر گرا تو پہلے تو اسے ہلاک کردے گا۔ اب یہ بے چارہ اس وجہ سے مرا کہ یہ طبعی امر کے لئے مانع بن گیا تھا۔ اور طبعی امر کے مانع کو ایذا ضرور پہنچتی ہے۔ رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ تمام امور میں مجھے محبوب نماز ہے۔ وجعلت قرة عيني في الصلاة (16) نماز رسول ﷺ کا طبعی تقاضا ہے اگر طبعی امر کی راہ میں خلل ہو گا تو وہ آواز جو بے اختیار منہ سے نکلے گی بددعا کی صورت میں یہ بھی طبعی تقاضا ہے۔ اب ابو جہل اور اس کے ساتھی اس طبعی امر (نماز) کے لئے رکاوٹ بن گئے تو امر طبعی کی راہ میں مانع کو ضرر یقینی ہے۔ رسول ﷺ کے منہ سے بے اختیار نکل گیا کہ اللہ تمھیں غرق کرے جو مجھے اس طبعی امر سے روکا تو مانع طبعی امر کو نقصان یقینی ہے۔ رسول ﷺ کے منہ مبارک سے بددعا اس وقت نکلتی ہے جب وہ مشغول نماز ہوتے ہیں ایک اور بددعا جس کا ذکر ابو داؤد میں ہے کہ جب مصلی نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے آگے سے مرور نہ کیا کرو کیونکہ ایسا کرنے والا شیطان ہے۔(17) تفصیل ہے کہ ایک صحابی شام کے رہنے والے پاؤں سے معذور تھے۔ ان سے شاگرد نے معذوری کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ آپ نے ایسا عجیب سوال پوچھا ہے جو کسی نے نہیں پوچھا۔ میں اس شرط پر بتانے کے لئے تیار ہو کہ میری زندگی میں اس کی نقل نہیں کرنا۔ میری موت کے بعد اجازت ہے۔ شاگرد نے کہا ٹھیک ہے۔ صحابی نے قصہ بیان کرنا شروع کیا کہ میں تبوک میں تھا جبکہ رسول ﷺ غزوہ تبوک کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ ایک دن آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور میں ان کے سامنے سے دوڑ کر گزر گیا مسئلہ کے مطابق مصلی کو چاہیئے کہ دوران نماز

اگر کوئی گزرے تو ہاتھ سیدھا کر کے منع کر دے یا اشارہ کر دے لیکن میں گزر گیا۔ رسول ﷺ نے جب نماز پوری کی تو فرمایا۔ اللہ تجھے معذور کر دے پس میں معذور ہو گیا۔([18])اب یہاں نوجوان کا گزرنا طبعی امر میں خلل ڈالنا تھا چنانچہ رسول ﷺ کے منہ سے بے اختیار بد دعا نکلی۔ یہ بد دعا اور وہ بد دعا جو گزر چکا، دونوں نماز یعنی طبعی امر میں خلل کے لئے مانع کو دفع کرنے کا موجب بنی اور کار گر ہوئی۔ صحابی کا یہ کہنا کہ میری زندگی میں اس کو ذکر نہ کیا جائے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو گیا تو سنگسار کر دیا جاؤں گا کیونکہ لوگوں کی نظر میں پیغمبر ﷺ کی بد دعا لے چکا ہے۔ حالانکہ یہ بد دعا ایک طبعی تقاضا تھا اختیاری ہر گز نہیں۔ جہاد کا مقصد کفار کو نہیں بلکہ کفر کو ختم کرنا ہے ورنہ ذمی اور جزیہ کے قوانین کا کیا مطلب؟ البتہ کفار کی شرارتوں سے لوگوں کو محفوظ کرنا مقصود ہے۔ بدر کا واقعہ گزرا مبادی بدر میں یہ بھی شامل ہے کہ رسول ﷺ نے بدر سے قبل فرمادیا تھا کہ امیہ مارا جائے گا۔ اسی طرح آپ ﷺ بدر تشریف لے گئے اور ایک دن قبل ہی یہ خوش خبری سنادی کہ صحابہ کو جگہ بتلاتے کہ یہاں امیہ قتل ہو گا یہاں ابو جہل مرے گا اور یہاں فلاں قتل ہو گا یہ سب بدر ہی کی تفصیلات میں سے ہیں۔ اسی طرح ہر شئے کے لئے کچھ مبادی ہوتے ہیں۔ مثلاً شخص کے مرنے کے لئے یہ عالم اسباب ہے کہ پہلے بیمار ہو جاتا ہے پھر زخم پیدا ہوتا ہے اور پھر یہ زخم بڑھتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ شخص مر جاتا ہے۔ اسی طرح جنگ بدر بھی واقع نہیں تھی۔ رسول ﷺ مکہ میں تھے اور اھل مکہ ان کی مخالفت کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے ایک موقع پر ان کے قتل کا تذکرہ کیا تھا اور ایک سال قبل بد دعا بھی دی تھی یہ بھی بدر کے متعلقات میں سے ہیں۔ اسی کا تذکرہ ہے۔ باب دعاء النبی ﷺ علی کفارقریش۔ اس میں کفار قریش ہلاکت کا ذکر ہے جو نام رسول ﷺ نے لئے ان میں عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابو جہل، ہشام شامل ہیں۔ یہ روایت مختصر ہے لیکن اگلی روایت میں تفصیل یہ ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایک بڑے فقیہ صحابی ہیں۔ قبولیت اسلام میں چھٹا نمبر رکھتے ہیں قبیلہ ھذیل سے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ خانہ کعبہ میں نماز ادا کر رہے تھے، اس دوران ابو جہل، عتبہ، شیبہ بن ربیعہ اور ولید وہاں کھڑے ہوئے اور ایک دوسرے سے کہتے اس ریاکار کو دیکھو مسجد میں کیا کرتا ہے۔ اس دوران ابو جہل نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ فلاں قبیلے نے آج ایک اونٹ ذبح کیا ہے جب رسول ﷺ سجدے میں جائیں تو اس اونٹ کی اوجھڑی رسول کی پشت پر رکھ دو۔ عقبہ بن ابی معیط سن کر اس طرف دوڑا اور بھری اوجھڑی لا کر رسول ﷺ کی پشت پر ڈال دی۔ اب ایک عجیب سا نقشہ ہے۔ یہ لوگ کھڑے آپ ﷺ کا مذاق اڑا رہے تھے۔ اس وقت صحابہ کرام کی تعداد کم اور کفار کی تعداد زیادہ تھی۔ یہاں ابن مسعود رضی اللہ عنہ مہمان ہیں تو کچھ نہیں کر سکتے۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہ حسب ونسب میں کسی سے کم نہ تھی لیکن بڑے چھوٹوں سے چھیڑ خانی نہیں کرتی۔ یہ بات مشہور ہے۔ اس لئے اگر یہ لوگ فاطمہ کو جواب دیتے تو لوگ ان کا مذاق اڑاتے۔ اب دو جوابات ہیں ایک یہ کہ فاطمہ رضی اللہ عنہ ھم نسب ہیں اور ان سے مرعوب نہیں ہیں۔ دوسرا یہ کہ کم سن ہونے کی وجہ سے یہ لوگ فاطمہ رضی اللہ عنہ سے بحث نہ کر سکتے تھے۔ پھر فاطمہ رضی اللہ عنہ آئیں اور انھوں نے رسول ﷺ کی پیٹھ سے وہ اوجھڑی ہٹالی۔ یہ مشہور ہے کہ اس اوجھڑی کا وزن تین چار من ہو گا جس کے ثقل سے رسول ﷺ سجدے سے نہ اٹھ سکے لیکن ایک صورت یہ بھی ہے کہ اپنی حالت کے اظہار کے لئے رسول ﷺ نے اٹھنے کی سعی نہ کی تاکہ حقیقت حال کا اظہار ہو جائے کہ یاالٰہی یہ لوگ

مجھے تیری عبادت بھی نہیں کرنے دیتے۔ میں سجدے کی حالت میں ہوں اور یہ مجھ پر ظلم کرتے ہیں۔اس کی مثال یوں ہے۔کہ ایک طالب علم حاکم کو شکایت کردے کہ میں پڑنے جاتا ہوں لیکن لوگ مجھ پر ہنستے ہیں۔حاکم نے کہا اچھا! میں خود جا کر دیکھتا ہوں پھر وہ حاکم چھپکے سے دیگر طلباء میں آکر بیٹھ گیا جیسے ہی طالب علم آیا تو دیگر مذاق اڑانے لگے۔اب مظلوم طالب علم حاکم کے سامنے سر جھکائے بیٹھا ہے تاکہ اس کی مظلومیت کا اظہار ہو۔رسول ﷺ مظلومانہ زندگی بسر کر رہے تھے اور کفار مکہ ان پر ہنستے تھے ان کا مذاق اڑاتے تھے کبھی راستے میں کبھی نماز میں۔متعلقہ صورت بھی یہی تھی لیکن آپ نے اپنی مظلومیت کا اظہار کرنے کے لئے حرکت نہ کی حتی کہ فاطمہ رضی اللہ عنہ نے آکر اوجھڑی ہٹادی۔ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے جب خانہ کعبہ کی طرف رخ کیا اور دو رکعت نماز ادا کردی تو دست مبارک کو اٹھالیا اور قریش کے چند افراد کے لئے بد دعا کی۔شیبہ بن ربیعہ،عتبہ بن ربیعہ،ولید بن عتبہ وابی جہل بن ھشام اللہ انھیں ہلاک کردے۔اسی طرح چند نام آپ ﷺ نے لئے۔ایک روایت میں ہے کہ آٹھ افراد تھے جو سرداران تھے۔یہ بد دعا مکہ مکرمہ میں فرمائی تھی۔اس بد دعا کے چند ماہ بعد آپ ﷺ نے ہجرت فرمائی تھی پھر غزوہ بدر کا معرکہ پیش آیا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جن کے نام لئے گئے تھے سب اوندھے مردار پڑے تھے آپ ﷺ نے جگہوں کا تعین بھی میدان بدر میں فرمایا کہ یہاں عتبہ یہاں شیبہ یہاں ابوجہل مرے گا اور ایسا ہی ہوا۔ان کے اجسام کو سورج نے متغیر کر دیا تھا اور یہ ایسے پھول سوج گئے تھے جیسے گدھا یا کتا مر کر سورج میں پھول جائے۔ان کے اجسام سے بدبو اور تعفن جاری تھا اور اس دن بہت گرمی تھی۔اسی طرح رسول ﷺ نے غزوۂ خیبر کے موقع پر پیش گوئی فرمائی کہ کل میں ایک ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھوں سے خیبر فتح ہو جائے گا اور پھر بعد میں ویسی ہی ہوا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں سے خیبر فتح کرنے کی پیش گوئی:

The prediction of the victory of Khyber through the hand of Hazrat Ali (R.A)

غزوۂ خیبر سات محرم 628ء کو مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان ہوئی جس میں مسلمانوں نے یہودیوں کو شکست فاش دیا۔خیبر یہودیوں کا دار الخلافہ تھا جو کہ مدینہ سے ایک سو پچاس کلو میٹر عرب کے شمال مغرب میں واقع تھا۔جہاں سے اکثر یہودی دوسرے قبائل کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے تھے۔چنانچہ اس مسئلہ کو ختم کرنے کے لئے رسول ﷺ نے اقدامانہ جہاد شروع کی۔([19]) صحیحین میں ہے کہ خیبر میں یہود کے کئی مضبوط قلعے تھے ہر روز مسلمان مجاہدین زور آزمائی کرکے واپس لوٹ آتے لیکن خیبر فتح نہیں ہو رہا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل میں جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ فتح دیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطا فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائی۔([20]) حالانکہ اس سے پہلے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فتح کرنے کے لئے بھرپور کوشش کی لیکن فتح نصیب نہ ہوئی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوشش کی لیکن فتح حاصل نہ ہو سکے یہاں تک کہ مسلمہ بن محمود قتل ہوئی۔اس کے بعد رسول ﷺ نے پیش گوئی فرمائی کہ کل میں ایک ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو کہ فتح حاصل کرے گا۔([21]) اسی

طرح حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ کہ رسول ﷺ غزوۂ خیبر کے موقع پر فرمایا کہ آج دن میں ایک ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور رسول ﷺ کو محبوب ہے اور وہ خیبر کو فتح کرے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس سے پہلے کبھی بھی جھنڈا لینے کو پسند نہ کرتا تھا لیکن اس کے بعد میں نے لینے کے لئے ہاتھ بڑھایا اور شرافت کی امید باندھے کہ مجھے دیا جائے گا۔ سو جب صبح ہوا تو رسول ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا کر جھنڈا دیا اور فرمایا کہ لڑو اور پیچھے مت دیکھو اس وقت تک آپ فتح حاصل کرے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نزدیک ہوا تو آواز لگایا یا رسول ﷺ کس چیز پر لڑو (یعنی کہ جب فتح حاصل کرنے کے قریب ہو تو کس چیز پر بات ختم کرو) تو رسول ﷺ نے فرمایا کہ یہاں تک کہ وہ اس بات کے گواہی دی کہ اللہ ایک ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کی رسول ہے۔ سو اگر وہ اس پر راضی ہو جائے تو ہمارے طرف سے ان کے خون اور مال محفوظ ہیں۔ باقی ان کے حساب وکتاب اللہ پر ہے۔(22) اسی طرح صحیح بخاری میں حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ غزوۂ خیبر کے موقع پر مشرکین کے ساتھ لڑائی شروع ہوئی۔ تو میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ مشرکین کے ساتھ مسلسل لڑرہے تھے۔ کہا گیا یا رسول ﷺ کتنی بہادری سے مقابلہ کررہے ہیں۔ تو اس پر رسول ﷺ نے پیش گوئی فرمائی کہ وہ جہنمی ہے۔

ایک مجاہد کا جہنمی ہونے کا قبل از موت پیش گوئی:

The prediction of a companion being infernal before his death

امام بخاریؒ نے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کیا ہے۔ کہ وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خیبر میں نبی کریم ﷺ اور مشرکین کا مقابلہ ہوا اور خوب جم کر جنگ ہوئی آخر دونوں اپنے اپنے خیموں کی طرف واپس ہوئے اور مسلمانوں میں ایک آدمی تھا جنہیں مشرکین کی طرف کا کوئی شخص کہیں مل جاتا تو اس کا پیچھا کر کے قتل کئے بغیر وہ نہ رہتے۔ کہا گیا کہ یا رسول اللہ! جتنی بہادری سے تو کوئی نہ لڑا ہو گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ اہل دوزخ میں سے ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر یہ بھی دوزخی تو پھر ہم جیسی لوگ کس طرح جنت والے ہو سکتے ہیں؟ اس پر ایک صحابی بولے کہ میں ان کے پیچھے پیچھے رہوں گا۔ چنانچہ جب وہ دوڑتے یا آہستہ چلتے تو میں ان کے ساتھ ساتھ ہوتا۔ آخر وہ زخمی ہوئے اور چاہا کہ وہ جلد مر جائے۔ اس لئے وہ تلوار کا قبضہ زمین میں گاڑ کر اس کی نوک سینے کے مقابل کر کے اس پر گر پڑے۔ اس طرح سے اس نے خودکشی کرلی۔ اب وہ صحابی رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ انہوں نے تفصیل بتائی تو آپ نے فرمایا کہ ایک شخص بظاہر جنتیوں جیسے عمل کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ اہل دوزخ میں سے ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک دوسرا شخص بظاہر دوزخیوں کے سے عمل کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے۔ (23) اسی طرح غزوۂ بدر کے موقع پر جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ گرفتار ہوئے تو رسول ﷺ نے اس سے فدیہ ادا کرنے کے لئے فرمایا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے اندر استطاعت نہیں ہے۔ تو رسول ﷺ نے بطور پیش گوئی فرمائی کہ وہ مال کہاں ہے جو ام الفضل کے پاس چھوڑ آئے ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مال فدیہ سے متعلق پیش گوئی:

The prediction of Hazrat Ibn.e- Abbbas' ransom

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا پورا نام عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہشام بن عبد مناف جبکہ کنیت ابن عباس اور لقب حبر الامۃ ہیں ۔آپ رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہجرت نبوی سے تین سال قبل ہوئے ہیں۔رسول ﷺ کی وفات کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر چودہ یا پندرہ برس تھی۔(24) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بدر سے پہلے ہی اسلام قبول کر لیا تھا لیکن بعض مصالحہ کی بنیاد پر اظہار نہ کرتے تھے۔چنانچہ جنگ بدر کے موقع پر آپ بڑی مجبوری کے تحت مشرکین مکہ کے ساتھ شریک تھے۔اس لئے رسول ﷺ نے بھی مجاہدین سے فرمادیا تھا کہ جس شخص کا سامنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہو جائے تو قتل نہ کرے۔کیونکہ وہ مجبوراً اس جنگ میں مشرکین کے ساتھ شریک ہوئے ہیں۔الغرض جب جنگ کے خاتمہ پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی قیدیوں میں شامل ہوئے جو کہ ابو الیسر بن کعب بن عمر نے قید کیا تھا۔سو جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ گرفتار ہوئے تو رسول ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اپنا فدیہ ادا کیجئے۔کیونکہ آپ مالدار ہو تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ میرے اندر استطاعت نہیں ہے۔سو رسول ﷺ بذریعہ وحی پیش گوئی فرمائی کہ وہ مال جو آپ ام الفضل کے ساتھ چھوڑ آئے ہو۔تو فرمانے لگے اچھا میں اگر مر گیا تو اس مال میں سے فضل بن عباس کا اتنا، عبداللہ بن عباس کا اتنا حصہ ہے۔(25) ایک اور روایت میں اضافہ کے ساتھ کچھ یوں ہے۔کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق مبعوث کیا ہے۔کہ اس بات سے سوائے میرے اور میری بیوی کے اور کوئی واقف نہیں تھا۔میں جانتا ہوں کہ آپ ﷺ بلاشبہ اللہ کے رسول ہیں۔چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنا اور اپنے بھتیجوں اور حلیف کا فدیہ ادا کیا۔اسی طرح صحیح مسلم کی روایت میں ہے۔کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ جب جنگ بدر میں گرفتار ہوئے تو فدیہ کے مطالبے پر فرمایا کہ میرے اندر استطاعت نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ مال کہاں ہے جو ام الفضل کے پاس چھوڑ آئے ہو؟ اس کو دے کر آزاد ہو جاؤ۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس بات کو میرے اور میری بیوی کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا۔(26)

الغرض اگر ایک طرف ان پیش گوئیوں سے حقانیت رسول ﷺ واضح ہوتا ہے۔تو دوسری طرف اس سے حجیت حدیث ہونا بھی ثابت ہوتی ہے۔سو اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح ہمارے لئے قرآن مجید واجب الاتباع۔اسی طرح ہمارے لئے صحیح الاسناد مرویات رسول ﷺ بھی واجب الاتباع ہے۔کیونکہ قرآن مجید میں بھی ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں اور اس کے ساتھ یہ بھی حکم ہے کہ اس کے رسول کی بھی اطاعت کرو۔ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿قل أطيعوا الله والرسول﴾ ترجمہ: تو کہہ مانو اللہ کا اور رسول کا۔(27) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ اور رسول ﷺ دونوں ہمارے لئے مستقلاً مطاع ہیں۔اس لئے ہم پر جس طرح اللہ کے احکام کی بجاآوری ضروری ہے۔اسی طرح محمد عربی ﷺ کے احکام کی بجاآوری بھی ضروری ہے۔کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے سینکڑوں آیات میں نماز ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔لیکن کہیں پر بھی باوجود اتنی اہمیت یہ نہیں بتایا کہ دن رات میں ہمیں کتنی نمازیں پڑھنی ہے اور نہ بتایا ہے کہ نمازوں کے اوقات

اور ڈھانچہ کیا ہیں۔یہ سب باتیں ہمیں آنحضرت ﷺ کے ارشادات واعمال اور سنت سے ملتی ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ کے احکام اور رسول ﷺ کے ارشادات واعمال دونوں جمع کریں گے تو نماز مکمل ہوگی۔اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بھی اپنی اطاعت کو رسول ﷺ کی اطاعت پر موقوف فرمایاہے۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے﴿من يطع الرسول فقد أطاع الله﴾ترجمہ: جس نے حکم مانارسول ﷺ کااس نے حکم مانااللہ کا۔([28])اس لئے کہ قرآن کریم کے احکام وفرامین کی شرح وتعبیر میں مسلمہ سند رسول ﷺ کی ذات گرامی ہے۔قرآن کریم کی کسی آیت یاجملہ کی جو تشریح رسول ﷺ کی ہے۔وہی اس آیت کی اصل معنٰی ہے اور وہی ہی عند اللہ مراد ہے۔اسی طرح قرآن کریم کے کسی عمل پر جس طرح عمل کیاہے،وہی اس پر عمل کی حتمی شکل ہے۔اب اگرکوئی اس سے ہٹ کر کوئی عمل اختیار کرے تووہ قرآن پر عمل کرنا تصور نہیں کیاجائے گا۔

نتائج: Consequences

(1)میں اس نتیجہ پر پہنچاکہ رسول ﷺ نے غزوات میں جو پیش گوئیاں فرمائی تھی وہ تمام کے تمام ایک ایک کرکے درست ثابت ہوئے۔

(2)رسول ﷺ کے پیش گوئیوں سے معلوم ہوتاہے،کہ رسول ﷺ کے تمام صحیح الاسناد مرویات قابل اعتماد وحجت ہے۔

(3)سرداران مکہ کے حق میں رسول ﷺ کی بددعاامت کے حق میں عین دعارحمت ہے۔

(4)کاہنوں اور نجومیوں کے پیش گوئیوں پر یقین کرناازروئے شرع متین قابل مذمت اور حرام ہے۔

References

[1] Al Quran, 49:11.
[2] Ibn Hijar Asqlani, Abu al Fazal Ahmed bin Ali (852 AH), Al Sabat fi tameez al Sahaba, Taba: 1, 1422, p. 431: 21.
[3] Al Hajj, Ferozuddin, Feroz al Ghat, Karachi, 2011, p. 330.
[4] Ibn Hijar, Fatah al Bari, 416:7.
[5] Al Aeni, Umdat al Qari, 425:25.
[6] Ibid.
[7] Ibn Hijar, Fatah al Bari, 393:7.
[8] Ibn al Aseer, Abu al Hassan Ali bin Muhammad (630 AH), Al Kamil fi al Tareekh, Beirut, 2004, p. 122:2.
[9] Ibn Hijar, Fatah al Bari, 393:7.
[10] Ibid.
[11] Al Aeni, Umdat al Qari, 431:25.
[12] Al Aeni, Umdat al Qari, 434:25.
13 Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail (256 AH), Al Jamia al Sahi, Beirut, 1994, p. 343.
[14] Al Quran: 107:21.
[15] Ibn Katheer, Abu al Fida Muhammad bin Ismail bin Katheer al Damashqi (744 AH), Tafseer al Quran al Azeem, Beirut, 2008, p. 571:3.
[16] Ibn Hijar, Fatah al Bari, 15:3.

[17] Al Sajistani, Abu Dauood Suleman bin al Ashas bin Ishaq (275 AH), Sunan Abu Dauood, Beirut, 187:1, hadith: 702.
[18] Al Sajistani, Sunan Abu Dauood, 188:1, hadith: 707.
[19] Ibn Hijar, Ahmed bin Ali bin Hijar (1379 AH), Fatah al Bari Sarh Sahi Bukhari, Beirut, 1959, 464:7.
[20] Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail (256 AH), Al Jamia Masnad, Taba:1, Beirut, 1994, p. 18:5, raqam: 3702.
[21] Ibn Hijar, Fatah al Bari, 476:7.
[22] Ibn Humbal, Abu Abdullah Ahmed bin Muhammad (241 AH), Masnad Imam Ahmed, Taba:1, Beirut, 2001, 540:4, raqam: 8990.
[23] Bukhari, Sahi al Bukhari, 132:5, raqam: 4202.
[24] Ibn Saad, Abu Abdullah Muhammad bin Saad (230 AH), al Tabqat al Kubra, Taba:1, Taif, 1993, 111:1.
[25] Ibn Hijar Asqalani, Abu al Fazal Ahmed bin Ali (852 AH), al Sabat fi Tameez al Sahaba, Taba:1, Beirut, 2001, 458:3.
[26] Tibri, Muhammad bin Jareer (310 AH), Tareekh Almum wa al Malook, Karachi, 2003, p. 152:2.
[27] Al Quran: 32:3.
[28] Al Quran: 80:4.